# لادین ریاستوں میں مسلم اقلیتیں، درپیش چیلنجز اور لائحہ عمل

# Muslim Minorities in Secular States, Contemporary Challenges and Strategy

**Dr. Muhammad Younus Javaid**
Lecturer, Govt.Islamia Graduate College, Kasur
younusjavaid@gmail.com
**Shakoor Alam**
Lecturer/Vice Principal, Govt. College of Technology, Kamalia
shakooralam737@gmail.com

**Abstract**

Every Muslim is the brother of other Muslim and all the Muslims form one brotherhood. The Muslims constitutes one nation. In His last sermon, The Holy Prophet Hazrat Muhammadﷺtaught this lesson to His Companions. Therefore, all Muslims in all over the world feel sympathy towards other Muslims. This brotherhood makes an unique relations to all Muslims. In International relations, all states focus to their national interests. They look forward welfare their citizens in other states. No minority can remain indifferent and isolated from its majority. The Muslim minorities living in the world in general and in the West in particular are facing many challenges. They are generally based on ethnic, religious, intellectual, cultural and other aspects. At present, among the problems that the Muslim minority is facing in the western culture and civilization, the blasphemy of the Religion and the Prophet, prohibition of Hijab, obstruction in the construction of Mosques, attacks on civilized values etc. are at the top.

**Keywords** Muslim Minorities, Secular States, Contemporary Challenges, Strategy

امت مسلمہ ایک جسدِ واحد کی طرح ہے خواہ وہ کسی بھی نسل، زبان، قوم یا علاقے سے تعلق رکھتی ہو۔ جب کوئی فرد اس کا حصہ بنتا ہے تو مشرق و مغرب، زبان و نسل، وطن و ثقافت کی تمام دوریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اسلام میں قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے۔ اس لیے زمین کے ایک سرے پر اگر کسی مسلمان کو تکلیف ہوتی ہے تو دوسرے سرے پر رہنے والا مسلمان تڑپ اٹھتا ہے۔ آپ ﷺ کا امت مسلمہ کو ایک عمارت سے تشبیہ دینا کوئی مجازی یا استعاری معنوں میں نہ تھا بلکہ یہ ایک حقیقت تھی جس کو پیش نظر رکھ کر ہی ایک اسلامی ریاست اپنی حکمت عملیوں کی تشکیل کر سکتی

ہے۔ بین الاقوامی تعلقات میں تو اس بات کا خیال رکھنا اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے کیونکہ دیگر غیر مسلم علاقوں اور خطوں میں بسنے والی مسلم اقلیتوں کا مستقبل اور ان کی سلامتی وبقاء کا انحصار مسلم ریاستوں کی حکمت عملیوں پر منحصر ہوتا ہے۔اس طرح نہ صرف مسلم ممالک کی طرف سے امت مسلمہ کی وحدت کا اظہار ہو گا بلکہ خود ان ممالک کے حق میں بھی کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔اسلامی تعلیمات مسلمانوں کی اسی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

إِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ[1]

"بے شک یہ تمہاری امت، امت واحدہ ہے۔ میں تمہارا رب ہوں۔ پس میری ہی عبادت کرو۔"

قرآن وسنت میں ایسی بہت سی نصوص ہیں جن کی بناپر مسلمان کو مسلمان کا بھائی قرار دیتے ہوئے اس کی جان، مال، عزت وآبرو دوسرے مسلمان پر حرام کر دی گئی ہے۔ سورہ توبہ میں فرمایا گیا:

فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ[2]

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی اصلاح) کے لیے میدان میں لائی گئی ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو۔"

حدیث میں آتا ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے ظلم کے حوالے کرتا ہے:

"المسلم اخوالمسلم، لایظلمه ولا یسلمه -"[3]

(مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ تو اسے کسی کے حوالہ کرتا ہے اور نہ ہی اسے اکیلا چھوڑتا ہے۔)

اسی طرح اس امت کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔ حدیث میں وارد ہوا ہے:

"المومن للمومن کالبنیان یشد بعضه بعضا-"[4]

---

[1] ۔الانبیاء۲۱:۹۲

**Al Qur'ān** 21:92.

[2] ۔التوبہ۹:۱۱

**Al Qur'ān** 9:11.

[3] ۔البخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار السلام لوئر مال لاہور، ۱۴۳۳ھ، کتاب المظالم، باب لایظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ، رقم الحدیث: ۲۴۴۲

Muhammad bin Ismāʿīl Al Bukhārī, **Al Jāmʿi Al-Ṣaḥīḥ** (Lahore: Dārūsalām, 1433 H), Hadīth No. 2442.

(مومن، مومن کے لیے ایک عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ، دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔)

آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا:

"ان دماؤکم واموالکم علیکم حرام"[5]

(تم پر ایک دوسرے کے خون اور مال حرام ہیں۔)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"المسلمون تتكافا دماؤهم يسعىٰ بذمتهم أدناهم ويجير عليهم أقصاهم، وهم يد على من سواهم"[6]

(مسلمانوں کے خون (جانیں) ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ ان کی طرف سے ایک عام آدمی ذمہ داری لے سکتا ہے اور ان میں دور والا بھی امان دے سکتا ہے اور وہ سب کے مقابلے میں ایک قوت ہیں۔)

ان نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ امت مسلمہ ایک جسدِ واحد کی طرح ہے خواہ وہ کسی بھی نسل، زبان، قوم یا علاقے سے تعلق رکھتی ہو۔ جب کوئی فرد اس کا حصہ بنتا ہے تو مشرق و مغرب، نسل و زبان، وطن و ثقافت تمام دوریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اسلام میں قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے۔ اس لیے زمین کے ایک سرے پر اگر کسی مسلمان کو تکلیف ہوتی ہے تو دوسرے سرے پر رہنے والا مسلمان تڑپ اٹھتا ہے۔ آپ ﷺ کا امت مسلمہ کو ایک عمارت سے تشبیہ دینا کوئی مجازی یا استعاری معنوں میں نہ تھا بلکہ یہ ایک حقیقت تھی جس کو پیش نظر رکھ کر ہی ایک اسلامی ریاست اپنی حکمت عملیوں کی تشکیل کر سکتی ہے۔ بین الاقوامی تعلقات میں تو اس بات کا خیال رکھنا اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے کیونکہ دیگر غیر مسلم علاقوں اور خطوں میں بسنے والی مسلم اقلیتوں کا مستقبل اور ان کی سلامتی و بقاء کا انحصار مسلم ریاستوں کی حکمت عملیوں پر منحصر ہوتا ہے۔ اس طرح نہ صرف مسلم ممالک کی طرف سے امت مسلمہ کی وحدت کا اظہار ہو گا بلکہ خود ان ممالک کے حق میں بھی کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر مسلم ممالک ان مسلم اقلیتوں کے حق

---

[4] ۔بخاری، کتاب المظالم، باب: نصر المظلوم، حدیث رقم: ۲۴۴۶

Al Bukhārī, **Al-Ṣaḥīḥ,** Hadīth No. 2446.

[5] ۔الحمیری، ابن ہشام، محمد عبدالملک، السیرۃ النبویۃ، دار ابن حزم بیروت لبنان، ۲۰۰۹ء، ص ۶۴۱

Al Hamīrī, Ibn-e-Hshām, Muhammad Abdulmalik, **Al-Sīrah al-Nabwiyyah,** (Lebanon: Dār ibn-e-Hazam, 2009), p.641

[6] ۔السجستانی، سلیمان بن الاشعث، سنن أبی داؤد، دار السلام لوئر مال لاہور، ۱۴۲۷ھ، کتاب الجھاد، باب: فی سریۃ ترد علی أھل العسکر، حدیث رقم: ۲۷۵۱

As Sajistānī, Sulaimān bin Ash'ath, **Sunan Abī Dāoūd**, (Lahore: Dārūsalām, 1427 H), Hadīth No. 2751.

میں کوئی آواز نہ اٹھائیں یا ان کے معاملہ میں زبان بندی یا لاتعلقی کا مظاہرہ کریں گے تو اس کا نتیجہ بڑا خراب اور ناقابل یقین نکلے گا۔ارشاد ہے:۔

﴿ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُّحَصَّنَةٍ أَوْ مِن وَرَاءِ جُدُرٍ بَأْسُهُم بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ﴾[7]

(یہ کبھی اکٹھے ہو کر (کھلے میدان میں) تمہارا مقابلہ نہ کریں گے، لڑیں گے بھی تو قلعہ بند بستیوں میں بیٹھ کر یا دیواروں کے پیچھے چھپ کر۔ یہ آپس کی مخالفت میں بڑے سخت ہیں۔ تم انہیں اکٹھا سمجھتے ہو مگر ان کے دل ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے ہیں۔ ان کا یہ حال اس لیے ہے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں۔)

قرآن پاک کی یہ ازلی گواہی تاریخی لحاظ سے بالکل درست ثابت ہوتی آرہی ہے۔ مسلمانوں کے خلاف یہود و ہنود ہمیشہ ایک نقطہ پر اکٹھے رہتے ہیں اور وہ یہ کہ کسی طرح سے اسلام کو مسلمانوں کے دلوں سے اس کے حقیقی معنوں کے اعتبار سے نکالا جائے۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کس طرح مسلم ممالک پر اپنے وسائل اور خود مسلم افراد کے ذریعہ اثرانداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

## اقلیت کی تعریف

اقلیت سے مراد وہ چھوٹا طبقہ ہے جو مذہبی، لسانی، ثقافتی اور نظریاتی طور پر ملک کی بقیہ آبادی سے مختلف ہو۔[8] اقوام متحدہ نے قومی، نسلی، مذہبی اور لسانی اقلیتی عوام کے حقوق کا جو اعلامیہ جاری کیا ہوا ہے۔ اس کی دفعات کے مطابق:۔

i۔ تمام ریاستیں اقلیتوں کے وجود اور ان کی قومی، نسلی، ثقافتی، مذہبی اور لسانی شناخت کی اپنے متعلقہ علاقوں میں حفاظت کریں گی اور اس شناخت کی حفاظت کے لیے صورت حال کی حوصلہ افزائی کریں گی۔

ii۔ قومی، نسلی، مذہبی اور لسانی اقلیتوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خاص اور عام مقامات میں آزادانہ بغیر کسی دخل اندازی اور کسی بھی قسم کے امتیاز کے بغیر اپنی تہذیب و کلچر کو اپنائیں، اپنے مذہب کا اعتراف کریں اور اس کو اپنائیں۔

iii۔ اسی طرح ان کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ بیرونی ریاست کے شہریوں، جن کے ساتھ ان اقلیتوں کے قومی، نسلی، مذہبی یا لسانی تعلقات ہیں، کے ساتھ تعلقات بنائیں اور استوار رکھیں۔[9]

---

[7]۔ الحشر ۵۹:۱۴

**Al Qur'ān** 59:14.

[8]۔ ندوی، صفدر زبیر، قاسمی، سراج الدین (مرتبین)، اقلیتوں کے حقوق اور مغرب میں اسلاموفوبیا، ایفا پبلیکیشنز نئی دہلی، ۲۰۱۱ء، ص ۳۸

Nadvī, Safdar Zūbair, Sīrājūddīn, **Aqlīutu ky Haqūq aur Maghrīb mein Islāmū phūbia**, (Dehlī: Efā Pablīkashanz, 2011), p.38

دنیا میں اس وقت مختلف طرح کی اقلیتیں موجود ہیں مثلاً نسلی اقلیتیں، لسانی اقلیتیں، مذہبی اقلیتیں وغیرہ۔ان میں سے مؤخر الذکر اقلیت ہی ایسی ہے جو دنیا کے مختلف حصوں میں مختلف مشکلات اور مصائب کا شکار رہتی ہے۔اقلیت ہمیشہ عددی لحاظ سے کم تر ہوتی ہے اور کثرت کے مقابلہ میں کمزور ہوتی ہے۔ جبکہ کثرت عددی لحاظ سے زیادہ ہونے کے ساتھ ساتھ طاقت و قوت میں بھی زیادہ ہوتی ہے۔دین اسلام کی ابتداء بھی اقلیت سے ہوئی تھی۔قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:۔

﴿وَاذْكُرُوا إِذْ كُنتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ﴾[10]

(اور یاد کرو اس وقت کو کہ جب تم تھوڑے تھے پھر اللہ نے تمہیں زیادہ کر دیا۔)

سورہ انفال میں اللہ تعالی نے غزوہ بدر میں مجاہدین اسلام کی بابت فرمایا:۔

﴿وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِ﴾[11]

(اور اس وقت کو یاد کرو جب تم تھوڑے تھے، زمین میں تمہیں کمزور سمجھا جاتا تھا، تم ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں اچک نہ لے جائیں۔ پھر اللہ نے تم کو جائے پناہ دی اور اپنی مدد سے تمہارے ہاتھ مضبوط کیے۔)

گویا ایک لحاظ سے مسلمان، مشرکین سے عددی لحاظ سے کم تر تھے۔عہد نبویؐ میں ہمیں مسلم اقلیت کی مثالیں بھی ملتی ہیں جن میں سے اہم ترین مثال حبشہ کی مسلم اقلیت کی تھی۔مکی دور رسالتؐ میں مسلمانوں نے آنحضرت ﷺ کے حکم پر دو مرتبہ قافلوں کی صورت میں اجتماعی طور پر حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔پہلی دفعہ ان کی تعداد 17 تھی اور دوسری بار ان کے قافلہ میں کل 101 افراد تھے۔[12] اس طرح یہ ایک محدود قسم کی اقلیت تھی جو شاہ حبشہ کے زیر

---

[9].Declaration on the Rights of Persons Belonging to National or Ethnic, Religious and Linguistic Minorities (Adopted by General Assembly resolution 47/135 of 18 December 1992)

[10]۔الاعراف ۷:۸۶

**Al Qur'ān** 7:86.

[11]۔الانفال ۸:۲۶

**Al Qur'ān** 8:26.

[12]۔منصور پوری، محمد سلیمان سلمان، رحمۃ للعالمین، شیخ غلام علی اینڈ سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۵۸/۱

Mansūr Pūrī, Muhammad Sulaimān Salmān, **Rahmat-Lil-Ālamīn**, (Lahore: Sheikh Ghūlām Ali and Sunz, 2015), 1/38

نگیں امن وامان سے رہتی رہی۔ نجاشی شاہ حبشہ نے قریش مکہ کی سفارت کو بھی عدل وانصاف کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ناکام لوٹا دیا تھا۔[13]

اسی طرح ہمیں خلفائے راشدین کے دور میں بھی کئی علاقوں میں مسلم اقلیت کی مثالیں ملتی ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں جنوبی ہندوستان کے ساحل پر واقع تھانہ، ممبئی، گجرات اور مالابار میں مسلم آبادیاں ہو چکی تھیں۔ یہ دور صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ کا تھا۔ اس لیے ان میں یہاں آنے والوں میں صحابہ کرامؓ بھی شامل تھے کیونکہ صوبہ گجرات کے بعض مقامات پر ان کے مزارات ملتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان عرب تاجر بھی ان علاقوں میں تجارت کی غرض سے آیا کرتے تھے۔ ان آبادیوں کی وجہ سے ملایا اور سنگاپور تک اسلام کی دعوت پہنچ گئی۔ ان علاقوں میں مسلمان اپنے معاملات کا فیصلہ خود کیا کرتے تھے اور انہیں یہاں خاصی خود مختاری حاصل تھی۔[14]

اقلیت میں شہریوں کا صرف وہ غیر حکمران طبقہ شامل ہوتا ہے جو اپنی مخصوص نسلی، مذہبی، لسانی اور تمدنی خصوصیات رکھتا ہے اور اس کے تحفظ کا بھی شدت سے احساس رکھتا ہو۔ کسی ملک کی اقلیت کی خصوصیات درج ذیل ہوتی ہیں:۔

ا۔ تعداد کی قلت

ب۔ غیر حاکمانہ حیثیت

ج۔ امتیازی شناخت

د۔ دینی حیثیت کے تحفظ کا احساس

ر۔ باہمی اتحاد کا شعور

## مسلم اقلیتوں کے بارے میں احکام

تیرہ سال تک مسلمان مکہ میں ایک اقلیت کے طور پر رہے، جہاں انہیں جبر و تشدد، مخالفت اور سماجی قطع تعلقی کا سامنا کرنا پڑتا رہا۔ اس لیے آپ ﷺ اقلیتوں کے مسائل اور حقوق سے بخوبی آگاہ تھے۔ آپؐ نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں بھی اس بارے میں فرمایا کہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جائے۔ اسلام میں اقلیتوں کو وسیع تر حقوق دیے

---

[13]۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ص ۶۴۱

Ibn-e-Hashām, **Al-Sīrah al-Nabwiyyah,** p.641

[14]۔ غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، اسلام کا قانون بین الممالک، شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد، ۲۰۱۴ء، ص ۵۴۸

Ghāzī, Mahmūd Ahmad, **Islām kā Qānūn bain al-Mumālik**, (Islāmabād**:** Sharī'ā Akādmī, Bain al-Aqwāmī Unīversity, 2014), p.548

گئے ہیں۔قرآن مجید میں ایسے افراد یا لوگوں کے لیے واضح ہدایات اور رہنمائی موجود ہے جو بحیثیت مسلمان کسی غیر مسلم ملک (دارالکفر) میں رہ رہے ہوں۔اس بارے میں ارشاد ہے:۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا﴾[15]

(اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت کر کے دارالاسلام میں نہ آگئے،ان سے تمہارا ولایت کا کوئی تعلق نہیں ہے جب تک کہ ہجرت کر کے نہ آجائیں۔)

اس آیت کی تفسیر میں سید مودودی لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اس امر کی توضیح کی گئی ہے کہ سیاسی ولایت کے رشتہ سے خارج ہونے کے باوجود دارالاسلام سے باہر رہنے والے مسلمان دینی اخوت کے رشتہ سے خارج نہیں ہیں۔اگر ان پر کسی جگہ ظلم ہو ہورہا ہو تو اسلام سے تعلق کی بنا پر دارالاسلام کی حکومت سے مدد طلب کریں تو اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے ان مظلوم بھائیوں کی مدد کرے لیکن ان کی مدد کا یہ فریضہ اندھادھند انجام نہیں دیا جائے گا بلکہ بین الاقوامی ذمہ داریوں اور اخلاقی حدود کا پاس رکھتے ہوئے انجام دیا جائے گا۔اگر ظلم کرنے والی قوم سے دارالاسلام سے معاہداتی تعلقات ہوں تو اس صورت میں مظلوم مسلمانوں کی کوئی ایسی مدد نہیں کی جائے گی جو ان تعلقات کے خلاف پڑتی ہو۔[16]

اسی سورہ میں ایک اور اہم حکم دیا گیا ہے کہ اگر کسی غیر مسلم ملک کی مسلم رعایا یا اقلیت پر وہاں کی حکومت کی طرف سے کوئی ظلم وزیادتی روا رکھی جارہی ہو اور وہ تم سے اس ملک کے خلاف مدد کی درخواست کریں تو تم پر واجب ہے کہ تم ان کی مدد کرو۔واضح رہے کہ یہ ظلم وزیادتی جان،مال،دین وغیرہ کے معاملہ میں ہو سکتی ہے۔

﴿وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ﴾[17]

(اگر وہ دین کے معاملہ میں تم سے مدد مانگیں تو تمہیں ان کی مدد کرنی ہے سوائے اس کے کہ تمہارے اور ان کے درمیان کوئی عہد ہو۔)

---

[15] ۔الانفال۸:۷۲

**Al Qur'ān** 8:72.

[16] ۔مودودی،ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن،ادارہ ترجمان القرآن لاہور،۱۹۸۶ء،۱۶۲/۲

Maudūdī, Abul Ālā, **Tafhīmul Qur'ān,** (Lahore: Tarjūmān al Qur'ān, 1986), 2/162

[17] ۔الانفال۸:۷۲

**Al Qur'ān** 8:72.

اس میں ایک قدغن معاہد ریاست نہ ہونے کی عائد کی گئی ہے۔یعنی اگروہ غیر مسلم ریاست تم سے صلح کے کسی معاہدہ میں پابند ہے تو اسلامی ریاست اس صورت میں اس مسلم اقلیت کی مدد نہ کر سکے گی۔کیونکہ معاہد ہونے کی حیثیت سے وہ ایفائے عہد کی پابند ہے۔اس بارے میں مختلف فقہاء کرام نے تفصیلی بحثیں کی ہیں۔فقہاء نے مسلمانوں کو علاقے کے لحاظ سے تین بڑی اقسام میں تقسیم کیا ہے:۔

ا۔دارالاسلام: ایسا علاقہ جہاں مسلمانوں کی حکومت و ریاست قائم ہو اور وہ اکثریت میں ہوں۔

ب۔دارالکفر: یہ ایسا علاقہ ہوتا ہے جہاں پر غیر مسلموں کی حکومت اور اکثریت ہو۔

ج۔دارالصلح: یہ ایسا علاقہ ہوتا ہے جس سے اسلامی ریاست کا کوئی صلح کا معاہدہ ہو چکا ہوتا ہے۔

سید مودودی کے مطابق اعتقادی قانون کے لحاظ سے دنیا دو ملتوں پر منقسم ہے اسلام اور کفر، تمام مسلمان ایک قوم ہیں اور تمام کفار دوسری قوم۔اسلام کو ماننے والے سب کے سب اسلامی قومیت کے افراد ہیں اور اسلامی اخوت کی بنا پر سب کو ایک دوسرے پر حقوق حاصل ہیں۔اس کے مقابلہ میں کفر ایک دوسری ملت ہے جس سے ہمارا اختلاف اصول اور اعتقاد اور قومیت کا اختلاف ہے۔[18] اس وقت دنیا میں قومیت کی تشکیل کی دو بنیادیں ہیں۔ایک اہل مغرب اور اس کے مفکرین کی قائم کی ہوئی قومیت ہے جو نسلی، خاندانی اور قبائلی بنیادوں پر اٹھائی گئی ہے اور جغرافیائی طور پر استوار ہے۔ان کا نظریہ یہی ہے کہ قوم وطن سے بنتی ہے۔اس وطنی قومیت نے دنیا میں جو جو گل کھلائے ہیں وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔اقبال نے اسی قومیت کے بارے میں کہا تھا:۔

اقوام جہاں میں ہے رقابت تو اسی سے
تسخیر ہے مقصود تجارت تو اسی سے
خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے [19]

دوسری قومیت کی بنیاد اسلام کے کلمہ توحید پر ہے جس کی بنیاد رسول اکرم ﷺ نے ملت اسلامیہ تشکیل دیتے ہوئے فرمائی تھی۔یہ ایک نظریاتی قومیت ہے جو کلمہ پر قائم ہے۔اس کا تصور مغربی قومیت سے جدا ہے۔یہ

---

[18]۔مودودی، ابوالاعلیٰ، سود، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۲۹۶-۲۹۷

Maudūdī, Abul Ālā, **Sūd,** (Lahore: Islāmic Pablīcations, 1997), p.296-297

[19]۔محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال، جہانگیر بک ڈپو لاہور، ۱۹۹۷، ص ۱۲۴

Muhammad Iqbāl, **Kūlyāt-e-Iqbāl**, (Lahore: Jahāngīr Book Depū, 1997), p.124

رنگ، نسل، وطن اور لسانیت کی بجائے ایک کلمے کی بنیاد پر وجود میں آتی ہے اور اس نظریاتی پہلو کو نمایاں کرنے کے لیے اسے ملت کہا گیا ہے۔اس نظریاتی قومیت میں ہر نسل، رنگ اور مختلف جغرافیائی خطوں کے افراد شامل ہوتے ہیں۔اسی بارے میں اقبال نے کہا ہے:۔

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری[20]

علامہ یوسف قرضاوی نے مسلم اقلیتوں کے عہد جدید کو درج ذیل مختلف مراحل میں تقسیم کیا ہے:۔

1۔ذاتی شناخت کے احساس کا مرحلہ

2۔بیداری کا مرحلہ

3۔متحرک ہونے کا مرحلہ

4۔باہم مربوط ہونے کا مرحلہ

5۔تعمیر کا مرحلہ

6۔وطنیت کا مرحلہ

7۔ہم آہنگی کا مرحلہ[21]

## مسلم اقلیتوں کی اقسام

مختلف فقہااور علماء نے مسلم اقلیت کو درج ذیل تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا ہے:۔

### ا۔اصلی باشندے

---

[20] ایضاً ، ص ۱۹۳

Ibid. p.193

[21]۔یوسف قرضاوی، علامہ، فقہ الاقلیات، مترجمین: الیاس نعمانی، شعبہ حسنین، ناشر ندارد، ۲۰۱۱ء، ص ۳۳

Yūsūf Qarzāvī, **Fiqā al-Aqlīāt**, 2011. P.33

یہ وہ مسلمان تھے جو کہ اسی علاقہ یا ملک کے باشندے تھے جہاں اب وہ اقلیت میں ہیں۔ پہلے ان کا علاقہ آزاد مسلم ریاست کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کی مثال سلطنت عثمانیہ کے علاقہ جات کی ہے جہاں مسلمان حکمران رہے۔ اس قسم کے علاقوں میں بلغاریہ، یونان، سربیا، کروشیا وغیرہ شامل ہیں۔ مسلم اقلیت کا بڑا حصہ ایسے علاقوں پر ہی مشتمل ہے۔

**۲۔ اسلامی دنیا سے آنے والے مہاجرین**

مسلم اقلیت کا دوسرا حصہ وہ ہے جو مسلم علاقوں اور ریاستوں سے ہجرت کر کے غیر مسلم علاقوں میں آباد ہو گئے ہیں۔ اس قسم کے علاقوں کی مثال یورپ کی ہے جہاں کے کئی ممالک میں مسلمانوں کی ایک معتد بہ تعداد بستی ہے مثلاً جرمنی، فرانس، آسٹریلیا، جزائر غرب الہند، مشرق بعید کے کئی ممالک وغیرہ۔

**۳۔ مقامی مسلمان**

یہ ایسے مسلمان ہیں جو مقامی طور پر اسلام قبول کر کے مسلم اقلیت کا حصہ بن گئے ہیں۔ یورپ کے کئی ممالک میں وہاں کے غیر مسلموں میں اسلام قبول کرنے کا رجحان بہت جڑ پکڑ گیا ہے۔ اس وقت ان علاقوں میں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان موجود ہیں۔[22] خرم مراد اس ضمن میں لکھتے ہیں:۔

"مغرب میں مسلمانوں کی بڑی بڑی آبادیوں کا موجود ہونا بھی مشیت الٰہی کی ایک ایسی تدبیر ہے جس کی اہمیت کو کسی بھی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ استنبول (ترکی) سے لاس اینجلز (امریکہ) تک یہ لاکھوں مسلمان اب امت مسلمہ کا سب سے اگلا محاذ (front line) ہیں۔ وہ لائن جو اب بحیرہ روم سے آگے بڑھ کر عین مغرب کے قلب میں پہنچ گئی ہے۔ یہ مسلمان کیا کریں، اور کیوں کر کریں؟ یہ مسلمانوں کے ایجنڈے پر ایک اہم سوال ہونا چاہیے۔ اس پہلو پر غور کرنا ضروری ہے کہ یہ مسلمان اپنی تمام خامیوں کے باوجود اہل مغرب کو اسلام کے لیے مسخر کرنے کی حکمت میں ایک کلیدی کردار کس طرح ادا کر سکتے ہیں۔"[23]

**اقلیتوں کے حقوق**

---

[22]۔ محمود احمد غازی، اسلام کا قانون بین الممالک، ص ۵۵۲-۵۵۴

Mahmūd Ahmad Ghāzī, **Islām kā Qānūn bain al-Mumālik**, p.552-554

[23]۔ خرم مراد، مغرب اور عالم اسلام: ایک مطالعہ، منشورات لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۲۸۶-۲۸۷

Khūrram Mūrād, **Maghrīb aur Ālam e-Islām: Aik Mūtālī'ā,** (Lahore**:** Manshūrāt, 2006), p.286-287

کوئی بھی اقلیت اپنی اکثریت سے بلا تعلق اور الگ تھلگ نہیں رہ سکتی کیونکہ دعوت کے میدان میں اکثریت ہی مخاطب ہوتی ہے۔اسی لیے آپؐ نے کفار مکہ سے اعتزال اور لاتعلقی کا رویہ نہیں اپنایا۔آپؐ اور آپؐ کے اصحاب نے ان سے معاشرتی تعلق، سماجی روابط و ضوابط، معاشی اشتراک اور تعاون جاری رکھا۔کافر اور مشرک بیویوں سے ازدواجی تعلقات کی اجازت تھی۔اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ہجرت مدینہ تک آپؐ کے پاس کفار مکہ کی امانتوں کا موجود ہونا تھا۔اقلیتوں کے حقوق کی ذمہ داری اکثریت پر عائد ہوتی ہے۔جہاں اکثریت اس ذمہ داری کو نبھاتی ہے، باہمی مفاہمت اور رواداری کا عملی مظاہرہ کرتی ہے، وہاں اقلیتوں کے حقوق کے لیے سازگار ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔کسی بھی معاشرہ میں موجود اقلیتوں کو بین الاقوامی قوانین کے تحت درج ذیل حقوق اور آزادیاں حاصل ہوتی ہیں:۔

**۱۔مذہبی ودینی حقوق**

کسی بھی اقلیت کا پہلا حق اپنے مذہب اور دین کے تحفظ کا حق ہوتا ہے۔اسی طرح مسلم اقلیت کو بھی اپنے دین کے تحفظ، اسے اختیار کرنے،اس پر عمل کرنے اور اس کے لیے مساجد کی تعمیر اور مذہبی تعلیم و تربیت کا حق حاصل ہوتا ہے۔مکی دورِ رسالتؐ میں مسلم اقلیت کو یہ تمام حقوق حاصل رہے۔اگرچہ بعض اوقات مخالفت کے باعث ان پر مکمل رسائی میسر نہیں رہی لیکن حضرت عمر فاروقؓ کے قبولِ اسلام کے بعد مسلم اقلیت کو کھلے بندوں خانہ کعبہ میں عبادت، نماز کا بھی حق مل گیا۔اسی طرح مسلم اقلیت کی تعلیم و تربیت کے لیے خانہ نبوت، دار ارقمؓ اور سعید بن زیدؓ کا گھر مخصوص تھے۔

**۲۔سماجی حقوق**

سماجی حقوق میں ذاتی تحفظ وسلامتی، شخصی وسماجی آزادی وغیرہ شامل ہے۔ہر قسم کی اقلیتوں کو معاشرہ میں سماجی ربط و تعلق اور قوانین کی رو سے تمام سماجی سرگرمیوں کی اجازت دی گئی ہے۔مکہ میں موجود مسلم اقلیت کی تمام سماجی سرگرمیاں جاری رہیں۔تاہم اس پر بعض اوقات قدغنیں بھی لگائی جاتی رہیں۔

**۳۔اقتصادی و معاشی حقوق**

کسی بھی معاشرہ میں زندہ رہنے کے لیے اقتصادی سرگرمیوں کا وقوع پذیر ہونا ازحد ضروری ہے۔ان کے بغیر تمدنِ حیات ممکن نہیں۔اس لیے تمام افراد معاشرہ کو معاشی اور اقتصادی حقوق دیے گئے ہیں تاکہ زندگی کا نظام اور سلسلہ چلتا رہے۔

**۴۔سیاسی و قومی معاملات میں اشتراک کا حق**

قومی اور سیاسی معالات میں ایک اقلیت کو اپنا حق استعمال کرنے کا مکمل حق دیا گیا ہے۔ وہ اپنی مرضی سے انتخابات میں حصہ لے سکتی ہے اور سیاسی طور پر اپنے وجود کو منوا سکتی ہے۔ اسی طرح اہم ملکی امور میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہے۔ مکی دور میں مسلمانوں کے پاس دو سیاسی مناصب موجود تھے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ کے قبیلہ کے پاس نسبِ قریش اور مفاخرہ کا عہدہ تھا جس پر حضرت ابو بکرؓ خدمات انجام دیتے رہے۔ اسی طرح قبیلہ بنی عدی کے پاس سفارت کا منصب تھا جس پر حضرت عمر فاروقؓ فائز تھے اور خدمات انجام دیتے تھے۔[24]

### ۵۔ تہذیب وثقافت کا حق

تہذیب و ثقافت کسی بھی قوم کے لیے اساسی درجہ کی حامل ہوتی ہے اور وہ اس کے تحفظ اور بقاء کے لیے بڑی حساس ہوتی ہیں۔ پہلی مسلم اقلیت جو حبشہ میں مقیم تھی، اسے یہ تمام حقوق حاصل تھے۔ اس کے روابط اور تعلقات وہاں کی اشرافیہ کے ساتھ ساتھ مکہ مکرمہ میں آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں سے اور بعد میں مدینہ منورہ کی ریاست کے ساتھ باقاعدہ طور پر استوار رہے۔

## مسلم اقلیتوں کو درپیش چیلنجز

دنیا بھر میں بالعموم اور مغرب میں آباد مسلم اقلیتوں کو بالخصوص کئی چینلجز درپیش ہیں۔ یہ عمومی طور پر نسلی، مذہبی، فکری، تہذیبی، ثقافتی اور دیگر لحاظ سے موجود ہیں۔ اس لیے ان کو سمجھنا اور ان سے عصر حاضر کے تناظر میں مؤثر طریقے سے نبرد آزما ہونا ایک اہم سوال اور مسئلہ ہے۔ ان میں سے کچھ چیلنجز کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:۔

### ا۔ لادینیت

مغرب میں بسنے والے مسلمانوں کو مغربی تہذیب کے جس سب سے بڑے فتنے اور فکری انتشار کے مسئلہ کا سامنا ہے، وہ لادینیت (Secularism) ہے۔ یہ عصر حاضر کا ایک ایسا تصور ہے جس نے انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو اپنی لپیٹ میں لیا ہے۔ اس نے نہ صرف اہل مغرب بلکہ مسلمانوں کو بھی شدید متاثر کیا ہے۔ اس وقت اہل مغرب نے مذہب کو اپنی زندگیوں سے نکال دیا ہے۔ وہ مذہب کو صرف انسان کا ذاتی معاملہ تصور کرتے ہیں۔ اسے اجتماعی سطح

[24] ۔ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، داراحیاء التراث بیروت، ۱۳۲۸ھ، ۴۵۹/۲

Ibn-e-Abdūlbar, Yūsūf bin Abdullah, **Al Istī'āb fi Mā'ārīfā tul Ashāb,** (Beruit: Dār-e-Ahyā al Tūrāth, 1328 H.), 2/459

پر کوئی بھی کردار دینے کے روادار نہیں ہیں۔اس لادین معاشرے اور تہذیب میں مسلمانوں کو اپنا کردار ادا کرنا ہے۔اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ فکری طور پر اس تہذیب اور معاشرہ میں یکسو اور منظم ہو کر اپنی دعوت اور تبلیغ کا کام سرانجام دیں۔اگر وہ اس تہذیب اور اقدار میں رنگے گئے جس پر آج مغرب کی بنا استوار ہے تو خود ان کی شناخت اور بقاء شدید خطرہ میں پڑ جائے گی۔اس مقصد کے لیے انہیں اسلامی تہذیب و تمدن کو اپنے اندر اجاگر کرتے ہوئے مغرب کے گمراہ کن لادین تصور کی بیخ کنی کرنا ہو گی۔

مغرب کے مفکرین اور مصنفین نے جس طرح مذہب کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کر کے اس کی توجیہ کی ہے۔جولین ہکسلے (Julian Huxley) لکھتا ہے کہ نیوٹن نے دکھادیا ہے کہ کوئی خدا نہیں ہے،جو سیاروں کی گردش پر حکومت کرتا ہو،لاپلاس نے اپنے مشہور نظریے سے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ فلکی نظام کو خدائی مفروضہ کی کوئی ضرورت نہیں،ڈارون اور پاسچر نے یہی کام حیاتیات کے میدان میں کیا ہے،اور موجودہ صدی میں علم النفس کی ترقی اور تاریخی معلومات کے اضافے نے خدا کو اس مفروضہ مقام سے ہٹادیا ہے کہ وہ زندگی اور تاریخ کو کنٹرول کرنے والا ہے۔[25]

اسی مصنف کے مطابق:۔

"Religion is the product of a certain type of interaction between man and his environment."[26]

(مذہب انسان اور اس کے ماحول کے درمیان ایک خاص طرح کے تعامل کا نتیجہ ہے۔)

ایک امریکی پروفیسر لکھتا ہے:۔

"Science has shown religion to be history's cruelest andwickedest hoax."[27]

(سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ مذہب تاریخ کا سب سے زیادہ دردناک اور بدترین ڈھونگ تھا۔)

جدید بے خدا مفکرین کے نزدیک مذہب کوئی حقیقی چیز نہیں ہے،وہ انسان کی صرف اس خصوصیت کا نتیجہ ہے کہ وہ کائنات کی توجیہ کرنا چاہتا ہے۔[28]

---

[25].Julian Huxley, Religion without Revelation, New York, 1958.p.58

[26].Julian Huxley, Man in the Modern World, The New American Library New York,1948. p.130

[27].C.A. Coulson, Science and Christian Belief, fontana books,1960.p.4

[28]۔خاں،وحیدالدین،مذہب اور جدید چیلنج،ملک کمپنی اردو بازار لاہور،۲۰۱۰ء،ص ۹-۱۰

ان مباحث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم اقلیتوں کو حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ اسلام کے پیغام کو پھیلاتے ہوئے اس صورت حال کا انسداد کرنے کی ضرورت ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب بھی غیر مسلموں نے اسلام کے پیغام کو اس کی اصل روح کے ساتھ سمجھا تو انہوں نے بلا تامل اسے قبول کرنے میں دیر نہیں لگائی۔اس وقت بالعموم دنیا میں اور بالخصوص مغرب میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔آج کی مسلم اقلیتیں تمام مسلمانوں کا قریباً چالیس فیصد ہیں۔یہ ممکن ہے کہ اس صدی کے اختتام تک یہ جن ممالک میں بڑھ رہی ہیں وہاں ان کی اکثریت ہو جائے جیسا کہ فرانس اور امریکہ میں اس وقت لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ہیں۔

**۲۔تہذیبی اقدار کو خطرات**

مسلمان ایک امت واحدہ ہیں خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں آباد ہوں،ان کے مشترکہ عقائد اور عبادات ہیں جو ان کے تہذیبی و تمدنی ارتقاء میں اساسی حیثیت رکھتے ہیں۔مغربی افکار و عقائد میں ان کے تہذیبی و ثقافتی اقدار کو بھی خطرات لاحق ہیں۔اس وقت سب سے زیادہ خطرات تہذیبی و تمدنی لحاظ سے ہندوستان کی مسلم اقلیت کو ہیں۔وہاں کی نسل پرست اور انتہا پسند حکومت کی طرف سے ان کی تہذیبی و ثقافتی زندگی پر پوری طرح سے روک لگائی جارہی ہے۔ان کا ملی تشخص ختم کرنے کے لیے پوری قوت صرف کی جارہی ہے۔ان کے اداروں میں ہندوازم کو فروغ دیا جارہاہے۔اسی طرح ان کے سیاسی حقوق بھی محفوظ نہیں ہیں۔مقبوضہ کشمیر میں جس طرح سے آرٹیکل 370 اور 35 اے کا خاتمہ کر کے اس کی آزادانہ حیثیت کو ختم کر دیا گیا ہے،وہ اس کی واضح مثال ہے۔وہاں پر ہندو پنڈتوں اور ہندو آبادی کو بسائے جانے کا منصوبہ بنایا جارہاہے تاکہ مسلم اکثریتی آبادی کے علاقہ کو مسلم اقلیتی آبادی کے علاقہ میں بدل دیا جائے۔

مغرب اور اہل مغرب اپنی اقتصادی اور سیاسی چودھراہٹ کو قائم ودائم رکھنا چاہتے ہیں۔اسی لیے وہ اسلام کے ضابطہ حیات کو اپنے لیے ایک شدید خطرہ تصور کرتے ہیں کیونکہ وہ اسے ہی حقیقی معنوں میں اپنا متقابل(Challenger) گردانتے ہیں۔مغرب میں مسلمانوں کو ایک ایسی اقلیت کے طور پر جانا جاتاہے جسے مغربی معاشرہ میں جذب نہیں کیا جاسکتا۔اس پر تہذیبی و ثقافتی حملہ اس قدر شدید ہے کہ انہیں اپنی شناخت کو ترک کر کے مغربی تہذیب و ثقافت اپنانے پر زور دیا جارہاہے۔مغرب کے اکثر ممالک میں کسی بھی شخص کو حصولِ شہریت کے

Khān, Wāhīddudīn, **Mazhab aur Jadīd Challīnge,** (Lahore: Malik Kompanī, 2010), p.9-10

لیے اس ملک کی تہذیب اور ثقافت میں جذب ہونے سے مشروط کیا جارہا ہے۔اس دور کے مغربی ہتھیاروں میں جمہوریت، لبرلزم، آزادی اظہارِ رائے، روشن خیالی وغیرہ شامل ہیں۔ خرم مراد لکھتے ہیں کہ اسلام اور مغرب کے مابین کشمکش کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ اسلام کی تاریخ۔ مغرب کی تہذیب عیسائی سیکولر ہے۔ اگرچہ یہ تہذیب ماضی میں چرچ کے ماتحت تھی لیکن ایک سیکولر تہذیب تھی اور آج یہ بظاہر سیکولر ہونے کے باوجود اندر سے ایک عیسائی تہذیب ہے۔ مغرب سے مراد وہ مغربی حکومتیں اور طاقتیں ہیں جو کسی نہ کسی طرح سے مسلمانوں سے آویزش و پیکار میں مصروف رہی ہیں۔ وہ چاہے وہ بحیرہ روم کے ساحلوں پر ہوں یا یورپ کی سرزمین پر اسپین، سسلی اور مشرقی یورپ میں ہوں۔[29]

### ۳۔ تعلیمی پسماندگی

ایک اہم چیلنج مسلم اقلیت کی تعلیمی پس ماندگی بھی ہے۔ جہاں جہاں اور جن خطوں میں مسلمان کم تعداد میں آباد ہیں، وہاں ان کا کوئی موثر اور منضبط نظامِ تعلیم و تربیت کا نہ ہونا ہے۔ یہ صورت حال ان کے اندر تعلیمی پس ماندگی کا بڑا ذریعہ بنتی جا رہی ہے۔ وہ مغرب اور اس کے تحت چلنے والے اس کے مخصوص اداروں میں ہی تعلیمی ضروریات کے حصول کے لیے مجبور ہیں۔ اگرچہ کئی مقامات پر اس ضمن میں انہوں نے مشترکہ کاوشیں کر کے اپنے ادارے قائم کیے ہیں لیکن وہاں انہیں اس کے لیے ایسے ماہر علماء اور فقہاء میسر نہیں ہیں جو وہاں کے حالات کے مطابق ان کی درست اور بلا مسلکی تربیت کا فریضہ انجام دے سکیں۔ اس صورت حال کے حل کے لیے مؤثر کوششوں کی ازحد ضرورت ہے۔

### ۴۔ آزاد میڈیا

میڈیا نے دنیا میں ابلاغ کی ایک ایسی صورت حال پیدا کر دی ہے کہ اس کے بغیر اب حالات حاضرہ تک رسائی ناممکن ہو گئی ہے۔ دنیا بھر میں اسے ایک مؤثر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ خاص طور پر صہیونی ہاتھوں میں اس کا استعمال مسلم نظریات اور اقدار کے خلاف بھرپور ہتھیار کے طور پر کیا جارہا ہے۔ یہ اس کی تہذیب و ثقافت اور تمدن و نظریات پر بالخصوص حملہ آور ہے۔ اس نے نوجوان طبقے کو خاص طور پر اپنا ہدف بنایا ہے اور اسے مذہب اور اس کی

---

[29]۔ خرم مراد، مغرب اور عالم اسلام: ایک مطالعہ، ص ۲۸۲
Khūrram Mūrād, **Maghrīb aur Alam e-Islām: Aik Mūtal'ah,** p.282

اقدار سے برگشتہ کرنے کی مسلسل کوششوں میں مصروف کار ہے۔اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کا مکمل اور مؤثر تدارک کیا جائے۔

## عصر حاضر میں مسلم اقلیتوں کا لائحہ عمل

مسلم اقلیتوں کے مسائل کے حل کے لیے دو محاذوں پر توجہ مبذول کرنا ہو گی:۔

### I۔داخلی محاذ

اس محاذ پر امت کی شیرازہ بندی کی اشد ضرورت ہے۔اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور کامل نظام زندگی ہے۔اس لیے اس کی دعوت و تبلیغ کا وہی راستہ درست اور ٹھیک تصور ہو گا جو اسوہ حسنہ کی روشنی میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

### II۔خارجی محاذ

اس محاذ پر اغیار کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کے سدِ باب اور تدارک کی ضرورت ہے تاکہ وہ مسلم اقلیتوں کے باب میں اپنا طرز عمل بدلنے پر مجبور ہو جائے اور اسے یہ احساس ہو جائے کہ مسلم امت اس بارے میں یکساں موقف اور بنیاد رکھتی ہے۔

مغرب کا اس وقت سارا زور اسلام کی بنیادوں کو گرانے پر لگا ہوا ہے۔اس لیے جب بھی مسلمان اپنے عالمی کردار کو ادا کرنا چاہیں گے اور اس کے لیے میدان عمل میں اتریں گے تو لا محالہ ان کا سامنا اس مغربی تہذیب کے علمبرداروں یعنی یہود و نصاریٰ سے ہو گا۔اس لیے جب یہ ٹکراؤ ہونا ہے تو لازماً اس کی تیاری بھی کرنا ہو گی۔یہ تیاری ہر میدان میں خواہ وہ علمی ہو یا فکری، سیاسی ہو یا معاشی، تمدنی ہو یا تہذیبی، پہلے ہی سے کرنا ہو گی۔ان سارے میدان ہائے عمل کے لیے مسلمانوں خصوصاً مسلم ممالک کے سربراہان کو کمر ہمت باندھنا ہو گی، تب ہی اس مرحلہ میں سرخرو ہوا جا سکتا ہے۔

مسلم اقلیت اس وقت جہاں جہاں ہے، وہ استحصال اور نسلی تعصب کے ساتھ ظلم و ستم کا شکار ہے۔اس وقت دو تہذیبوں اور دو نظریوں کی جنگ اور تصادم کا سماں ہے۔اسلام اور مغربی تہذیب کی کشمکش میں قرآن کا یہ اعلان ہے کہ حق کی آواز اور اسلام کی روشنی کو بجھانے کے لیے یہ قوتیں اپنا پورا زور لگاتی رہیں گی۔یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی مسلمانوں سے دین کے بارے میں عداوت اور نفرت ہمیشہ موجود رہے گی۔قریش مکہ نے ایسی ہی چالیں مکی دورِ دعوت میں اختیار کی تھیں۔جب نبی اکرم ﷺ حج کے موقع پر بیرونی افراد کو دین کی دعوت دینے جاتے تو مخالفانہ پراپیگنڈا ایک متفقہ موقف کی بنیاد پر بڑی شد و مد سے کیا جاتا تھا۔کفار مکہ اور یہود کی اسلام اور پیغمبرؑ اسلام کے خلاف تحریک میں آپؐ نے اپنے اصحاب کو بھی ان کا مقابلہ اسی میدان میں کرنے کا حکم دیا۔بعد کے ادوار اس بات کے شاہد ہیں کہ ان

قوتوں نے جب بھی موقع ملا، مسلمانوں کو ہر ممکن زک پہنچانے کی کوشش کی۔ خصوصاً صلیب اور ہلال کی کشمکش سات صلیبی جنگوں (1096ء-1271ء) پر محیط اس کی ایک کھلی اور واضح مثال ہے۔

لادین معاشروں میں ہدایت ور ہنمائی کے کئی امکانات پوشیدہ ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسا لائحہ عمل اختیار کیا جائے جس سے ان امکانات کو عملی شکل مل سکے۔ اس کے لیے درج ذیل اقدامات ممد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں:۔

### ا۔ دعوت و تبلیغ اسلام

تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا میدان ایک اہم محاذ ہے جس پر توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے لیے جدید طریقہ ہائے کار اختیار کیے جانے چاہییں۔ مطبوعہ اور سمعی و بصری مواد کی تیاری اور ترسیل کے میدان میں بہت سے راستے کھلے ہوئے ہیں۔ قرآن و سنت کے ذخائر سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے حکمت کے اصولوں کے مطابق دعوت و تبلیغ کا کام انجام دینا ہوگا۔ اس میدان میں ہماری کم ہمتی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس وقت بائبل کے تراجم دنیا کی چار ہزار زبانوں میں ہو چکے ہیں جبکہ قرآن و حدیث کے تراجم کی تعداد دو سو سے بھی کم ہے۔ مغرب میں مستشرقین کی اسلام کے بارے میں لکھی ہوئی کتب نے بھی فکری انتشار میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ مخالفانہ فکری یلغار کا جواب علمی انداز میں دینا ایک اہم عصری تقاضا ہے۔ اس لیے اصولی بنیادوں پر مختلف مکاتب فکر کی سوچ سے بالاتر ہو کر لٹریچر کی اشاعت وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اسی طرح تعلیمی اور طباعتی اداروں کا قیام بھی وقت کا ایک اہم تقاضا ہے۔ بعض اوقات چند حلقوں کی طرف سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اسلامی تعلیمات سے ثابت نہ ہونے کے باوجود مسلمانوں کا غیر مسلم ممالک (دار الکفر) میں بسنا درست نہ ہے۔ علامہ یوسف قرضاوی اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ اس سوال کی گنجائش ہی نہ ہے۔ اگر اس کی اجازت نہیں دی جائے گی تو دنیا میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا۔ اگر ایسا ہوا ہوتا تو پھر اسلام صرف جزیرۃ العرب میں ہی محدود ہو کر رہ جاتا۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتا چلتا ہے کہ جو ممالک اسلامی یا عالم عربی کہلاتے ہیں، وہاں اسلام ان تاجروں اور صوفیا کرام کے ذریعہ پہنچا جو اپنے وطن کو چھوڑ کر ان ممالک میں پہنچے اور ان کے حسن سلوک اور اخلاق و کردار کو دیکھ کر وہاں کے لوگوں نے گروہ در گروہ اسلام قبول کیا۔[30]

---

[30]۔ یوسف قرضاوی، فقہ الاقلیات، ص ۴۷

Yūsūf Qarzāvī, **Fiqā al-Aqlīāt,** p.47

اللہ تعالیٰ راستے خود نکال دیتا ہے۔ ۹/۱۱ کے واقعہ کے بعد جس طرح کا زہریلا اور مخاصمانہ رویہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مغرب اور اہل مغرب نے اختیار کیا، میڈیا پر اس کی اہانت اور تضحیک جیسے حربے اختیار کیے گئے، وہ انہی پر الٹ گئے۔ اس کے نتیجے میں وہاں رہنے والے افراد میں اسلام اور نبی اکرمؐ کے بارے میں جاننے کا جذبہ اور اشتیاق پیدا ہوتا چلا گیا۔ اس کے اثرات ان کے دلوں میں جا گزیں ہوتے گئے اور اس خطہ میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں حیرت انگیز اضافہ ہونے لگا۔ اس پر صہیونی اور صلیبی قوتیں تلملا رہی ہیں اور اسلامی شعائر پر ان کے حملے مزید بڑھ گئے ہیں۔ اقبال نے کہا تھا:۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی [31]

**۲۔ ملی یگانگت**

ملی یک جہتی کا خواب ابھی تک تعبیر نہیں پا سکا ہے۔ ہماری ناکامی کی ایک بڑی وجہ مختلف مکاتب فکر کا باہمی ٹکراؤ ہے۔ مغرب میں مقیم مسلم اقلیت کا ایک اہم مسئلہ نسلی تعصب بھی ہے۔ مختلف قومیتوں مثلاً ترک، عرب، غیر عرب، بنگالی، پاکستانی وغیرہ میں یہ عنصر شدت سے پایا جاتا ہے۔ اس لیے یہ قومیتیں صرف اپنے دائرہ کار اور حلقہ تک ہی محدود رہتی ہیں اور ان کے باہمی روابط اور تعلقات اس حد تک نہیں ہیں کہ یہ آپس میں مشترکہ طور پر لائحہ عمل بنا سکیں اور اپنے حقوق کی جنگ اور دعوت دین کا کام مل کر سرانجام دے سکیں۔ اس لیے ان تمام قومیتوں کو اسلام کی چھتری تلے اکٹھا ہونا ہوگا اور مشترکہ جدوجہد سے ہی ان کی اہمیت میں اضافہ ہو سکے گا۔

**۳۔ شخصی قوانین کا مسئلہ**

مغرب کے اکثر ممالک میں شخصی قوانین کے معاملہ میں ان کے رواجی قوانین پر ہی عمل درآمد کیا جاتا ہے اور مسلمان اس سلسلہ میں مجبور ہو جاتے ہیں کہ وہ ان کے قوانین کے مطابق اپنے معاملات کو چلائیں۔ کیونکہ ان ممالک میں سیکولر اور مشترکہ کوڈ کا نفاذ کیا گیا ہے۔ اس معاملہ پر بھی تمام مسلم ممالک کو آواز بلند کرنے کی ضرورت ہے لیکن جب تک خود مسلم اقلیت اس مسئلہ پر قدم آگے نہیں بڑھاتی، اس وقت تک یہ سعی لاحاصل ہو گی۔

**۴۔ باہمی تعاون کی ضرورت**

---

[31]۔ اقبال، کلیات اقبال، ص ۱۷۲

**Iqbāl, Kūlyāt-e-Iqbāl,** p.172

دین اسلام نے نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں باہمی تعاون کی تعلیم دی ہے:۔

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ﴾[32]

(اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں تعاون کرو۔)

لیکن مقام افسوس ہے کہ دنیا بھر میں پھیلی ہوئی مسلم اقلیتوں کا باہمی ربط و تعلق اس حد تک بھی نہیں ہے۔ایسا ہی رویہ مسلم ممالک کی حکومتوں کی طرف سے بھی ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ڈاکٹر محمود احمد غازی رقم طراز ہیں:۔

"آج جو صورت حال ہمیں پیش آرہی ہے اس کی نوعیت محض دو ملکوں میں جنگ یا دو خطوں میں تصادم کی نہیں ہے،بلکہ وہ ایک ایسی تہذیبی روایت سے تصادم اور سابقہ ہے جو محض ایک سیاسی طاقت نہیں ہے۔وہ ایک بھرپور فکر و نظریہ،ایک طاقت ور سیاسی روایت،اور ایک پرکار تہذیب ہے۔اس تہذیب میں انتہائی متضاد عناصر جمع ہیں۔اس میں یونانیوں کی عقلی روایات بھی موجود ہیں۔اس میں رومی تہذیب کی انسٹی ٹیوشنلائزیشن بھی شامل ہے۔رومن قانون شامل ہے،رومن دساتیر شامل ہیں۔رومن حکومتیں اور ان کے ادارے شامل ہیں۔یہ سب امور اہل مغرب کی یادداشتوں کا حصہ ہیں۔اسی طرح سے عیسائیت جب سے یورپ میں آئی ہے اور وہ جن جن مدارج اور نشیب و فراز سے گزری ہے،وہ بھی اس کا ایک لازمی حصہ ہیں۔"[33]

اس وقت مسلم اقلیت کو جن مسائل کا مغربی تہذیب و تمدن کے اندر سامنا کرنا پڑ رہا ہے،ان میں توہین مذہب و رسالتؐ،حجاب پر پابندی،مساجد کی تعمیر میں رکاوٹ،تہذیبی اقدار پر حملے وغیرہ سرفہرست ہیں۔اہل مغرب نے ان لوگوں کو جنھوں نے توہین رسالتؐ کی جسارت کی،اپنے ہاں نہ صرف پناہ دی بلکہ انہیں سر آنکھوں پر بٹھایا گیا۔سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے مرتکبینِ توہین رسالتؐ ان کی حفاظت میں داد عیش دے رہے ہیں۔جب ڈنمارک کا ایک کارٹونسٹ رسالت مآبؐ کے گستاخانہ کارٹون شائع کرتا ہے تو اسے آزادی اظہار رائے کا نام دے کر خاموشی چھا جاتی ہے۔اسی طرح فرانس میں مسلمان بچیوں کے حجاب (اسکارف) لینے پر پابندی لگادی جاتی ہے اور اس بارے میں مذہبی رواداری یا مذہبی حق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا۔سوئٹزرلینڈ میں مساجد کے میناروں کی تعمیر پر ایک ریفرنڈم کے

---

[32]۔المائدہ۵:۲

**Al Qur’ān** 05:02.

[33]۔غازی،محمود احمد،ڈاکٹر،اسلام اور مغرب تعلقات،زوار اکیڈمی پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی،۲۰۱۹ء،ص ۵۴

Ghāzī, Mahmūd Ahmad, **Islām aur Maghrīb Tā’aluqāt**, (Kārāchī: Zwār Akādmī Pablīkashnz, 2019), p.54

ذریعہ نومبر 2009ء میں پابندی عائد کر دی گئی۔ہندوستان میں بابری مسجد کو دن دھاڑے شہید کر دیا جاتا ہے۔ مسلم پرسنل لاء میں مداخلت کی جاتی ہے۔مسلمانوں کے تعلیمی اور مذہبی اداروں پر حملے کیے جاتے ہیں اور مسلمانوں کو بر سر عام بھارت سے نکل جانے کو کہا جا رہا ہے۔ہندتوا کی تحریک آر ایس ایس کی زیر نگرانی زور و شور سے چلائی جا رہی ہے۔یہ اور اس طرح کے دیگر کئی معاملات میں مسلم اقلیت کے ساتھ امتیازی سلوک کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ایک طرف آزادی اظہار رائے کی بات کی جاتی ہے تو دوسری طرف مسلمانوں کی مذہبی آزادی کا گلا گھونٹا جا رہا ہے۔ہندوستان کی مسلم اقلیت کی حالت سب سے بد تر ہے۔عبدالرحیم قریشی لکھتے ہیں کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ ہندوستان میں صرف مسلمانوں کی جان و مال کی ہی آزمائش ہوتی ہے،دیگر اقلیتوں کو کوئی نہیں چھیڑتا،لیکن اس بات کی تردید دہلی میں سکھوں کے قتل عام اور کرناٹک اور اڑیسہ میں عیسائیوں پر خون آشام حملوں سے ہو جاتی ہے۔سب سے زیادہ خون ریز گجرات میں ہونے والے 2002ء کے مسلم کش فسادات ہیں جو مسلم نسل کشی کی ایک مذموم کوشش تھی،اس میں ریاستی انتظامیہ اور خصوصاً پولیس کا کردار انتہائی قابل اعتراض رہا۔یہ ادارے مسلمانوں کی نسل کشی اور قتل عام میں ذمہ دار رہے۔[34] یہی ہندوستانی شہری مزید لکھتے ہیں:۔

"ہندوستان میں مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کو دستوری اور قانونی اعتبار سے وہ حقوق حاصل ہیں جو ان کی باعزت،پر وقار اور عمدہ زندگی کی ضمانت دیتے ہیں،لیکن ان حقوق کی عملی صورت گری کے لیے رواداری،بقائے باہمی اور عدل وانصاف کا ماحول نہیں بنایا گیا جس کے نتیجہ میں اقلیتیں اور بالخصوص مسلم اقلیت،خوف کے سایہ میں زندگی گزر رہی ہے۔"[35]

دور حاضر کے اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات اٹھانا مفید و موثر ثابت ہوں گے:۔

☆ایسے موزوں افراد کی تیاری جو مغربی معاشرہ میں صلاحیت اور صالحیت کے توازن کا امتزاج ہوں۔

☆نو مسلم افراد کے لیے امداد اور کفالت کا پروگرام تیار کرنا۔

☆نو مسلم افراد کو مسلم سوسائٹی میں جذب کرنا بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔اس کے لیے اسلامی تعلیمات کو مد نظر رکھنا ہو گا جو کلمہ توحید پر قومیت کو تشکیل دیتی ہے۔

---

[34]۔ صفدر زبیر، اقلیتوں کے حقوق اور مغرب میں اسلاموفوبیا،ص ۳۲۲

Safdar Zūbair, Aqliyyatun ky Haqūq aur Maghrīb mein Islāmo phūbia, p.322

[35]۔ایضاً،ص ۳۲۹

Ibid. p.329

☆مسلم ریاستوں کے لیے ضروری ہے کہ مسلم اقلیتوں کی فلاح وبہبود،ان کی دینی، تعلیمی اور ثقافتی ضروریات کی تکمیل کے زور دیں اور عملی اقدامات کریں۔

☆تمام مسلم اقلیتوں کو تاریخ اسلام، سیرت نبویؐ، دین سے واقفیت اور اپنے حقوق کا ادراک و شعور ہونا چاہیے۔

☆ان کے اندر اسلامیت کا احساس جاگزیں ہو۔ حقوق کی آئینی اور دستوری حیثیت سے آگاہی ہو۔

☆اپنے حقوق کو پرامن اور آئینی طریقے سے حاصل کرنے کے طریقوں سے واقفیت ہو۔اس کے لیے ملی یک جہتی از حد ضروری ہے۔

☆ان کا راستہ تحمل، رواداری، عدل وانصاف، میل ملاپ، جذبات کے لحاظ اور انسانیت کے احترام پر مبنی ہونا چاہیے۔

☆جن مسلم ریاستوں کے ساتھ بڑی بڑی مسلم اقلیتیں موجود ہیں جیسے کہ پاکستان، ترکی، انڈونیشیا، سوڈان، بنگلہ دیش، الجزائر، مراکش وغیرہ ان کو اپنی قریبی مسلم اقلیت کے حق میں اخلاقی، ثقافتی، تعلیمی اور سیاسی لحاظ سے آواز اٹھانی چاہیے تاکہ ان کی سیاسی وسفارتی مدد کی جاسکے۔

**خلاصۃ البحث**

امت مسلمہ ایک جسدِ واحد کی طرح ہے خواہ وہ کسی بھی نسل، زبان، قوم یا علاقے سے تعلق رکھتی ہو۔جب کوئی فرد اس کا حصہ بنتا ہے تو مشرق و مغرب، نسل وزبان، وطن و ثقافت تمام دوریاں ختم ہو جاتی ہیں۔اسلام میں قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے۔ کوئی بھی اقلیت اپنی اکثریت سے لاتعلق اور الگ تھلگ نہیں رہ سکتی۔ کسی بھی معاشرہ میں موجود اقلیتوں کو بین الاقوامی قوانین کے تحت حقوق اور آزادیاں حاصل ہوتی ہیں۔ان میں مذہبی آزادی، سماجی حقوق، اقتصادی و معاشی حقوق، تہذیب و ثقافت کا حق، سیاسی و قومی معاملات میں اشتراک کا حق وغیرہ شامل ہیں۔ دنیا بھر میں بالعموم اور مغرب میں آباد مسلم اقلیتوں کو بالخصوص کئی چیلنجز درپیش ہیں۔ یہ عمومی طور پر نسلی، مذہبی، فکری، تہذیبی، ثقافتی اور دیگر لحاظ سے موجود ہیں۔

مسلم اقلیت اس وقت جہاں جہاں ہے، عمومی لحاظ سے وہ استحصال اور نسلی تعصب کے ساتھ ظلم و ستم کا شکار ہے۔اس وقت دو تہذیبوں اور دو نظریوں کی جنگ اور تصادم کا سماں ہے۔اسلام اور مغربی تہذیب کی کشمکش میں قرآن کا یہ اعلان ہے کہ حق کی آواز اور اسلام کی روشنی کو بجھانے کے لیے یہ قوتیں اپنا پورا زور لگاتی رہیں گی۔یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی مسلمانوں سے دین کے بارے میں عداوت اور نفرت ہمیشہ موجود رہے گی۔

اس وقت مسلم اقلیت کو جن مسائل کا مغربی تہذیب وتمدن کے اندر سامنا کرنا پڑ رہا ہے،ان میں توہین مذہب و رسالتؐ، حجاب پر پابندی، مساجد کی تعمیر میں رکاوٹ، تہذیبی اقدار پر حملے وغیرہ سر فہرست ہیں۔

جن مسلم ریاستوں کے ساتھ بڑی بڑی مسلم اقلیتیں موجود ہیں جیسے کہ پاکستان،ترکی،انڈونیشیا،سوڈان،بنگلہ دیش،الجزائر،مراکش وغیرہ ان کو اپنی قریبی مسلم اقلیت کے حق میں اخلاقی،ثقافتی،تعلیمی اور سیاسی لحاظ سے آواز اٹھانی چاہیے تاکہ ان کی سیاسی وسفارتی مدد کی جاسکے۔